CPL 61
روزنامہ
الفضل
ایڈیٹر: عبدالسّمیع خان
PH:0092 4524 213029
سوموار 18 جون 2001ء 25 ربیع الاول 1422 ہجری - 18 احسان 1380 ہش جلد 51-86 نمبر 134

علم و حکمت کی ترویج

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک کرنا جائز نہیں۔ ایک وہ آدمی جسے اللہ نے مال دیا اور اسے راہ حق میں خرچ کرنے کا اختیار دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ نے حکمت عطا فرمائی۔ جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا اور علم سکھاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب انفاق المال حدیث نمبر 1320)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

اس زمانہ کی سہولتیں ہماری خادم ہیں

اس زمانہ کے عجائبات کا تذکرہ تھا کہ ریل تار ڈاک وغیرہ کس قدر سہولتیں پیدا ہوگئی ہیں۔ فرمایا:

اسی واسطے ہم کو الہام ہوا۔ (-) کیا ہم نے تیرے ہر امر میں سہولت نہیں کر دی۔ حقیقت میں یہ اشیاء کسی کے لئے ایسی مفید نہیں ہوئیں جیسی کہ ہمارے واسطے ہوئی ہیں۔ ہمارا مقابلہ دین کا ہے اور ان اشیاء سے جو نفع ہم اٹھاتے ہیں وہ دائمی رہنے والا ہے۔ لوگ بھی چھاپے خانوں سے فائدے اٹھاتے ہیں لیکن ان کے اغراض دنیوی اور ناپائیدار ہیں۔ برخلاف اس کے ہمارے معاملات دینی ہیں۔ اس واسطے یہ چھاپے خانے جو اس زمانے کے عجائبات ہیں دراصل ہمارے ہی خادم ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 282)

خداتعالیٰ نے (دعوت الی اللہ) کے سارے سامان جمع کر دئے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان' کاغذ کی کثرت' ڈاکخانوں' تار' ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعہ کل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اور بڑھا رہی ہیں کیونکہ اسباب (دعوت الی اللہ) جمع ہو رہے ہیں۔ اب فونوگراف سے بھی (دعوت الی اللہ) کا کام لے سکتے ہیں اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء۔ غرض اس قدر سامان (دعوت الی اللہ) کے جمع ہوئے ہیں کہ اس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں ہم کو نہیں ملتی۔

(ملفوظات جلد دوم ص 49)

یہ زمانہ اس قسم کا آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے وسائل پیدا کر دیئے ہیں کہ دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور واذا النفوس زوجت کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اب سب مذاہب میدان میں نکل آئے ہیں اور یہ ضروری امر ہے کہ ان کا مقابلہ ہو اور ان میں ایک سچا ہوگا اور غالب آئے گا۔

(ملفوظات جلد دوم ص 349)

یہ اخبار (الحکم و بدر) ہمارے دو بازو ہیں الہامات کو فوراً ملکوں میں شائع کرتے ہیں اور گواہ بنتے ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 292)

اس وقت ہم پر قلم کی تلواریں چلائی جارہی ہیں اور اعتراضوں کے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنی قوتوں کو بےکار نہ کریں اور خدا کے پاک دین اور اس کے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات کے لئے اپنی قلموں کے نیزوں کو تیز کریں۔

(ملفوظات جلد اول ص 150)

جنوبی ایشیا کا انوکھا میدان کارزار

خان بہادر میاں غلام رسول صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس و پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی جھنگ گھمیانہ اخبار الحکم قادیان کے ذریعہ عشاق مسیح موعود میں شامل ہوئے بعد ازاں 4-1905ء میں قادیان دارالامان میں حاضر ہوئے اور امام وقت اور سلسلہ احمدیہ کے دوسرے اکابر بزرگوں سے فیضیاب ہونے اور ان کی دینی جدوجہد کا قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ اس تاریخی سفر کے بارے میں جناب میاں صاحب ہی کے قلم سے تاثرات ملاحظہ کیجئے۔ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس وقت حضرت اقدس اور آپ کے تمام وابستگان کے متعلق میرا تاثر یوں تھا کہ گویا ایک **میدان کارزار سخت گرم ہے** اور یہ لوگ خواہ محصور ہیں یا محاصر ہیں۔ اس **گھمسان کے رن** میں اپنی زندگانی سے بالکل لاپرواہو کر کسی بہت بڑی چیز کی حفاظت میں بہت ہی منہمک ہیں اور اپنی جان لڑا رہے ہیں اور ادھر ادھر کی دنیا سے انہیں کوئی سروکار یا احساس تک نہیں ان کا مقصود یہ ہے کہ کامیاب ہوں اور یقین ہے کہ جانیں دے کر کامیاب ہوں گے میری نظر میں اس وقت نہ صرف **حضرت اقدس اور آپ کے رفقاء سرگرم کارزار تھے بلکہ قادیان کی در و دیوار اور خس و خاشاک بھی اسی رنگ میں رنگین نظر آتا تھا** اور یہ رنگ بھی میرے لئے ایک بہت بڑا نشان ہے۔"

(الحکم 21-28 مئی 1934ء صفحہ 24)

قادیان ان دنوں کس رنگ میں "میدان کارزار" کا منظر پیش کر رہا تھا؟ اس کی معرفت حاصل کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود کے درج ذیل حقیقت افروز اشعار کا مطالعہ از بس ضروری ہے یہ اشعار 1905ء میں زیب قرطاس ہوئے اور براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ

باقی صفحہ 8 پر

خدمات الفضل

وفا و مہر و محبت کا ہے نشاں الفضل
سنا رہا ہے اخوت کی داستاں الفضل
کبھی کسی سے بھی پیچھے رہا نہ اس کا قدم
رہ عمل میں سدا ہے رواں دواں الفضل
کبھی جو اس پہ کوئی دور ابتلا آیا
خوشی سے جھیل گیا ساری سختیاں الفضل
ستم کے دور میں رہنا پڑا جو مہر بہ لب
سنا سکا نہ الم کی کہانیاں الفضل
دیار ہند کی پہنائیوں میں گم تھا کبھی
اور آج دیکھئے پہنچا کہاں کہاں الفضل
کمال ضبط و تحمل ہے اس کی فطرت میں
نہ دی ہیں اور نہ دے گا دہائیاں الفضل
نہ لب پہ شکوہ نہ چہرے پہ کوئی گرد ملال
مثال ماہ منور ہے ضوفشاں الفضل
دکھا رہا ہے مدیروں کو راہ صدق و صفا
بنا ہوا ہے یہ سالار کارواں الفضل
ابھر رہا ہے یہ اب انٹرنیشنل بن کر
دکھا رہا ہے ابھی چند جھلکیاں الفضل
ابھی تو بام ثریا تک اس کو جانا ہے
چڑھے گا اوج ترقی کی سیڑھیاں الفضل
خدا کے فضل سے اِک روز وہ بھی آئے گا
بنائے گا جو زمانے کو ہم زباں الفضل

تاریخ الفضل

رہا خلیفہ اول کی سرپرستی میں
بنا یہ ان کی خلافت کا اک نشاں الفضل
جناب فضل عمر نے اسے کیا جاری
ہے ان کی سعی مسلسل کا رازداں الفضل
وہ اس کے پہلے ایڈیٹر تھے اور مؤسس بھی
رہینِ منت حضرت تھا بے گماں الفضل
مدیر اس کے بنے پھر میاں بشیر احمد
بنا ہے تیزی سے مقبول دوستاں الفضل
سنبھالی اس کی ادارت جو قاضی اکمل نے
تو ان کے دم سے بنا ایک گلستاں الفضل
پھر آئے ماسٹر احمد حسین بعد ازاں
تو ان کے دور میں بھی تھا خبر رساں الفضل
مدیر بن کے جو آئے جناب اسماعیل
رہا ہے علم کی برکت سے ضوفشاں الفضل
مگر جب اس کے ایڈیٹر بنے غلام نبی
تو پھر دکھانے لگا اپنی خوبیاں الفضل
رہے وہ تیس برس تک مدیر با تدبیر
ترقیات پہ قائم تھا بے گماں الفضل
مدیر اس کے بنے جب جناب روشن دین
تو بن گیا ہے گلستان بے خزاں الفضل
مدیر اس کے رہے وہ بھی ایک مدت تک
رہا ہے دور میں ان کے رواں دواں الفضل
بنے مدیر جو مسعود دہلوی اس کے
طرارے بھرنے لگا اسپ خوش عناں الفضل
بیان شستہ و رفتہ زبان ٹیکسالی
زبان دانی میں پیچھے رہا کہاں الفضل
زمین شعر و ادب بھی رہی ہے زیر نگیں
بنا ہوا تھا صحافت کا آسماں الفضل
نسیم سیفی کو کیسے بھلا سکے گا کوئی
کہ جن کے دم سے بنا بحر بیکراں الفضل
خلا جو پیدا ہوا تھا وفات سے ان کی
سراپا بن گیا عبدالسمیع خاں الفضل
لگائے اس نے مضامین تازہ کے انبار
ہے اہل حق کے لئے ایک ارمغاں الفضل
مٹا ہے اور نہ مٹے گا نشان صدق و صفا
بہ بانگ دہل سنائے گا داستاں الفضل
خزاں کا دور الٰہی نہ اس پہ آئے کبھی
رہے سدا یہ گلستان بے خزاں الفضل
ہمیں تو فکر نہیں اپنے دور کی مطلق
نہ لے گا اپنی لیاقت کا امتحاں الفضل
سلیم پر بھی تو اک دور ایسا آئے گا
سنائے گا یہ المناک داستاں الفضل
لکھیں گے اس پہ مضامین دوست اور احباب
اور ان پہ خود بھی لگائے گا سرخیاں الفضل
الٰہی دور خلافت سدا رہے قائم
ہر ایک دور میں ہو اس کا ترجماں الفضل

(سلیم شاہجہانپوری)

پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس۔ مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات نے میری زندگی میں ایک تغیر پیدا کر دیا

یاد ایام - حضرت مصلح موعود کی زندگی کے مختلف ادوار کا جائزہ

الفضل کا اجراء اور اس کی ابتدائی تاریخ کا ایمان افروز بیان حضرت مصلح موعود کے قلم سے

زندگی کے دور

1913ء میں میری زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ جس طرح 1889ء، 1898ء، 1900ء، 1906ء، 1908ء، اور بعد میں 1914ء، میں میری زندگی کے نئے دور شروع ہوئے۔

پیدائش و بیعت

1889ء میں پیدا ہوا۔ 1898ء میں میں نے حضرت مسیح موعود(-) کے ہاتھ پر بیعت کی۔ گو بوجہ احمدیت کی پیدائش کے میں پیدائش سے ہی احمدی تھا۔ مگر یہ بیعت گویا میرے احساس قلبی کے دریا کے اندر حرکت پیدا ہونے کی علامت تھی۔

1900ء کا قابل یادگار سال

1900ء میرے قلب کو دینی احکام کی طرف توجہ دلانے کا موجب ہوا ہے اس وقت میں گیارہ سال کا تھا۔ حضرت مسیح موعود کے لئے کوئی شخص چھینٹ کی قسم کے کپڑے کا ایک جبہ لایا تھا۔ میں نے آپ سے وہ جبہ لے لیا تھا۔ کسی اور خیال سے نہیں بلکہ اس لئے کہ اس کا رنگ اور اس کے نقش مجھے پسند تھے میں اسے پہن نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے دامن میرے پاؤں کے نیچے لٹکتے رہتے تھے۔ جب میں گیارہ سال کا ہوا اور 1900ء نے دنیا میں قدم رکھا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں خدا پر کیوں ایمان لاتا ہوں۔ اسکے وجود کا کیا ثبوت ہے۔ میں دیر تک رات کے وقت اس مسئلہ پر سوچتا رہا آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔ وہ گھڑی میرے لئے کیسی خوشی کی گھڑی تھی۔ جس طرح ایک بچہ کو اس کی ماں مل جائے تو اسے خوشی ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوشی تھی یہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہو گیا۔ میں اپنے جاموں میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک عرصہ تک کرتا رہا کہ خدایا! مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو۔ اس وقت میں گیارہ سال کا تھا آج میں پینتیس سال کا ہوں۔ مگر آج بھی میں اس دعا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں میں آج بھی یہی کہتا ہوں۔ خدایا! تیری ذات کے متعلق مجھے کوئی شک پیدا نہ ہو۔ ہاں اس وقت میں بچہ تھا اب مجھے زیادہ تجربہ ہے اب میں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔

حضرت مسیح موعود کا ایک جبہ

بات کہاں سے کہاں نکل گئی۔ میں لکھ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود کا ایک جبہ میں نے مانگ لیا تھا جب میرے دل میں خیالات کی وہ موجیں پیدا ہونی شروع ہوئیں جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے تو ایک دن ضحیٰ کے وقت یا اشراق کے وقت میں نے وضو کیا۔ اور وہ جبہ اس وجہ سے نہیں کہ خوبصورت ہے بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود کا ہے اور متبرک ہے۔ یہ پہلا احساس میرے دل میں خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے مقدس ہونے کا تھا۔ پہن لیا۔

نماز کے متعلق گیارہ سالہ زندگی میں عزم

تب میں نے اس کوٹھڑی کا جس میں میں رہتا تھا دروازہ بند کر لیا۔ اور ایک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنی شروع کی اور میں اس میں خوب رویا، خوب رویا، خوب رویا اور اقرار کیا کہ اب نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس گیارہ سال کی عمر میں مجھ میں کیسا عزم تھا۔ اس اقرار کے بعد میں نے کبھی نماز نہیں چھوڑی۔ گو اس نماز کے بعد کئی سال بچپن کے زمانہ کے ابھی باقی تھے۔ کاش! یہ عزم مجھ میں اب بھی ہوتا۔ میرا وہ عزم میرے آج کے ارادوں کو شرماتا ہے۔

میں کیوں رویا

مجھے نہیں معلوم میں کیوں رویا۔ فلسفی کہے گا اعصابی کمزوری کا نتیجہ تھا۔ مذہبی کہے گا تقویٰ کا جذبہ تھا۔ مگر میں جس سے یہ واقعہ گزرا کہتا ہوں مجھے معلوم نہیں میں کیوں رویا۔ ہاں یہ یاد ہے کہ اس وقت میں اس امر کا اقرار کرتا تھا کہ پھر کبھی نماز نہیں چھوڑوں گا۔ وہ رونا کیسا بابرکت ہوا۔ وہ افسردگی کیسی راحت بن گئی۔

وہ آنسو کیا تھے؟

جب اس کا خیال کرتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ وہ آنسو ہسٹیریا کے دورہ کا نتیجہ نہ تھے پھر وہ کیا تھے۔ میرا خیال ہے وہ شمس روحانی کی گرم کر دینے والی کرنوں کا گرایا ہوا پسینہ تھے۔ وہ مسیح موعود کے کسی فقرہ یا کسی نظر کا نتیجہ اور اگر یہ نہیں تو میں نہیں کہہ سکتا کہ پھر وہ کیا تھے۔

1906ء کا زمانہ

اس کے بعد 1906ء آیا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بیمار ہوئے۔ میری عمر سترہ سال کی تھی۔ اور ابھی کھیل کود کا زمانہ تھا۔ مولوی صاحب بیمار تھے۔ اور ہم سارا دن کھیل کود میں مشغول رہتے تھے ایک دن یخنی لے کر میں مولوی صاحب کے لئے گیا تھا اس کے سوا یاد نہیں کہ کبھی پوچھنے بھی گیا ہوں۔ اس زمانہ کے خیالات کے مطابق یقین کرتا تھا کہ مولوی صاحب، فوت ہی نہیں ہو سکتے۔ وہ تو حضرت مسیح موعود کے بعد فوت ہوں گے مولوی عبدالکریم صاحب کی طبیعت تیز تھی۔ ایک دو سبق ان کے پاس الف لیلہ کے پڑھے۔ پھر چھوڑ دیئے۔ اس سے زیادہ ان سے تعلق نہ تھا۔

حضرت مسیح موعود کا دایاں اور بایاں فرشتہ

ہاں ان دنوں میں یہ بحثیں خوب ہوا کرتی تھیں کہ حضرت مسیح موعود کا دایاں فرشتہ کون سا ہے اور بایاں کون سا ہے۔ بعض کہتے مولوی عبدالکریم صاحب دائیں ہیں۔ بعض حضرت استاذی المکرم خلیفہ اول کی نسبت کہتے کہ وہ دائیں فرشتے ہیں۔ علموں اور کاموں کا موازنہ کرنے کی اس وقت طاقت ہی نہ تھی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس محبت کی وجہ سے جو حضرت خلیفہ اول مجھ سے کیا کرتے تھے میں نورالدینیوں میں سے تھا۔ ہم نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود(-) سے بھی دریافت کیا اور آپ نے ہمارے خیال کی تصدیق کی۔

مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات اور اس کا اثر

غرض مولوی عبدالکریم صاحب سے کوئی زیادہ تعلق مجھے نہیں سوائے اس کے کہ میں ان کے پر زور خطبوں کا مداح تھا۔ اور ان کی محبت مسیح موعود کا معتقد تھا۔ مگر جونہی آپ کی وفات کی خبر میں نے سنی۔ میری حالت میں ایک تغیر پیدا ہوا۔ وہ آواز ایک بجلی تھی جو میرے جسم کے اندر سے گزر گئی۔ جس وقت میں نے آپ کی وفات کی خبر سنی مجھ میں برداشت کی طاقت نہ رہی۔ دوڑ کر اپنے کمرے میں گھس گیا۔ اور دروازے بند کر لئے۔ پھر ایک بے جان لاش کی طرح چارپائی پر گر گیا اور میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ وہ آنسو نہ تھے ایک دریا تھا۔ دنیا کی بے ثباتی۔ مولوی صاحب کی محبت مسیح اور خدمت مسیح کے نظارے آنکھوں کے سامنے پھرتے تھے۔ دل میں بار بار خیال آتا تھا کہ حضرت مسیح موعود کے کاموں میں یہ بہت ساہاتھ بٹاتے تھے۔ اب آپ کو بہت تکلیف ہو گی۔ اور پھر خیالات پر ایک پردہ پڑ جاتا تھا۔ اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک دریا بہنے لگتا تھا۔ اس دن میں نہ کھانا کھا سکا نہ میرے آنسو تھمے۔ حتیٰ کہ میری لاابالی طبیعت کو دیکھتے ہوئے میری اس حالت پر حضرت مسیح موعود کو بھی تعجب ہوا۔ اور آپ نے حیرت سے فرمایا۔ محمود کو کیا ہو گیا ہے اس کو تو مولوی صاحب سے کوئی ایسا تعلق نہ تھا۔ یہ تو بیمار ہو جائے گا۔

زندگی میں سب سے زیادہ تغیر کس طرح پیدا ہوا

خیر مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات نے میری زندگی کے ایک نئے دور کو شروع کیا۔ اس دن سے میری طبیعت میں دین کے کاموں میں اور سلسلہ کی ضروریات میں دلچسپی پیدا ہونی شروع ہوئی اور وہ بیج بڑھتا ہی چلا گیا۔ سچ یہی ہے کہ کوئی دنیاوی سبب حضرت استاذی المکرم مولوی نورالدین صاحب کی

زندگی اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات سے زیادہ میری زندگی میں تغیر پیدا کرنے کا موجب نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات پر مجھے یوں محسوس ہوا کہ گویا ان کی روح مجھ پر آپڑی۔

حضرت مسیح موعود کا سال وصال

1908ء کا ذکر میرے لئے تکلیف دہ ہے وہ میری کیا سب احمدیوں کی زندگی میں ایک نیا دور شروع کرنے کا موجب ہوا۔ اس سال وہ ہستی جو ہمارے بے جان جسموں کے لئے بمنزلہ روح کے تھی اور ہماری بے نور آنکھوں کے لئے بمنزلہ بینائی کے تھی۔ اور ہمارے تاریک دلوں میں بمنزلہ روشنی کے تھی۔ ہم سے جدا ہو گئی۔ یہ جدائی نہ تھی ایک قیامت تھی۔ پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور آسمان اپنی جگہ پر سے ہل گیا۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔ اس وقت نہ روٹی کا خیال تھا نہ کپڑے کا صرف ایک خیال تھا کہ اگر ساری دنیا بھی مسیح موعود (-) کو چھوڑ دے تو میں نہیں چھوڑوں گا اور پھر اس سلسلہ کو دنیا میں قائم کروں گا۔ میں نہیں جانتا۔ میں نے کس حد تک اس عہد کو نباہا ہے مگر میری نیت ہمیشہ یہی رہی ہے کہ اس عہد کے مطابق میرے کام ہوں۔

1913ء کا افسوس ناک سال

اس کے بعد 1913ء آیا۔ مسیح موعود سے بُعد (-) نے جو بعض لوگوں کے دلوں پر زنگ لگا دیا تھا۔ اس نے اپنا اثر دکھانا شروع کیا۔ اور بظاہر یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ سلسلہ پاش پاش ہو جائے گا۔ نہایت تاریک منظر آنکھوں کے سامنے تھا۔ مستقبل نہایت خوف ناک نظر آتا تھا۔ بہتوں کے دل بیٹھے جاتے تھے۔ کئی ہمتیں ہار چکے تھے۔ ایک طرف وہ لوگ تھے جو سلسلے کے کاموں کے سیاہ وسفید کے مالک تھے۔ دوسری طرف وہ لوگ تھے جو کسی شمار میں ہی نہ سمجھے جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کی وفات پر جو عہد میں نے کیا تھا وہ بار بار مجھے اندر ہی اندر ہمت بلند کرنے کے لئے اکساتا تھا۔ مگر میں بے بس اور مجبور تھا۔ میری کوششیں محدود تھیں۔ میں ایک پتے کی طرح تھا جسے سمندر میں موجیں ادھر سے ادھر لئے پھریں۔

سلسلہ کو ایک اخبار کی ضرورت

”بدر“ اپنی مصلحتوں کی وجہ سے ہمارے لئے بند تھا ”الحکم“ اول تو ٹمٹماتے چراغ کی طرح کبھی کبھی نکلتا تھا۔ اور جب نکلتا بھی تھا تو اپنے جلال کی وجہ سے لوگوں کی طبیعتوں پر جو اس وقت بہت نازک ہو چکی تھیں۔ بہت گراں گزرتا تھا۔ ”ریویو“ ایک بالا ہستی تھی جس کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ میں بے مال وزر تھا۔ جان حاضر تھی۔ مگر جو چیز میرے پاس نہ تھی وہ کہاں سے لاتا۔ اس وقت سلسلہ کو ایک اخبار کی ضرورت تھی جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے۔ ان کی سستی کو جھاڑے۔ ان کی محبت کو ابھارے۔ ان کی ہمتوں کو بلند کرے اور یہ اخبار ثریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا۔ اس کی خواہش میرے لئے ایسی ہی تھی جیسے ثریا کی خواہش۔ نہ وہ ممکن تھی نہ یہ۔ آخر دل کی بے تابی رنگ لائی۔ امید بر آنے کی صورت ہوئی اور کامیابی کے سورج کی سرخی افق مشرق سے دکھائی دینے لگی۔

حرم اول کا بے نظیر ایثار

خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں (-) تحریک کی (-)۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے کنویں میں پھینک دینا اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو جو اس زمانہ میں شاید سب سے بڑا مذموم تھا۔ اپنے دو زیور مجھے دے دیئے کہ میں ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں ان میں سے ایک تو ان کے اپنے کڑے تھے اور دوسرے ان کے بچپن کے کڑے تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ میں زیورات کو لے کر اسی وقت لاہور گیا اور پونے پانچ سو کے وہ دونوں کڑے فروخت ہوئے یہ ابتدائی سرمایہ الفضل کا تھا۔ الفضل اپنے ساتھ میری بے بسی کی حالت اور میری بیوی کی قربانی کو تازہ رکھے گا۔ اور میرے لئے تو اس کا ہر اک پرچہ گوناگوں کیفیات کا پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ بار ہا وہ مجھے جماعت کی وہ حالت یاد دلاتا ہے جس کے لئے اخبار کی ضرورت تھی بار ہا وہ مجھے اپنی بیوی کی وہ قربانی یاد دلاتا ہے جس کا مستحق نہ میں اپنے پہلے سلوک کے سبب سے تھا نہ بعد کے سلوک نے مجھے اس کا مستحق ثابت کیا۔ وہ بیوی جن کو میں نے اس وقت تک ایک سونے کی انگوٹھی بھی شاید بنا کر نہ دی تھی اور جن کو بعد میں اس وقت تک میں نے صرف ایک انگوٹھی بنوا کر دی ہے ان کی یہ قربانی میرے دل پر نقش ہے۔ اگر ان کی اور قربانیاں اور ہمدردیاں اور اپنی سختیاں اور تیزیاں میں نظر انداز بھی کردوں تو ان کا یہ سلوک مجھے شرمندہ کرنے کے لئے کافی ہے اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا اور میرے لئے زندگی کا ایک نیا ورق الٹ دیا بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے بھی ایک بہت بڑا سبب پیدا کر دیا۔ کیا ہی یہ سچی بات ہے کہ عورت ایک خاموش کارکن ہوتی ہے۔ اس کی مثال اس گلاب۔ کے پھول کی سی ہے جس سے عطر تیار کیا جاتا ہے۔ لوگ اس دکان کو تو یاد رکھتے ہیں جہاں سے عطر خریدتے ہیں مگر اس گلاب کا کسی کو خیال نہیں آتا جس نے مر کر ان کی خوشی کا سامان پیدا کیا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ سامان پیدا نہ کرتا تو میں کیا کرتا۔ اور میرے لئے خدمت کا کون سا دروازہ کھولا جاتا اور جماعت میں روز مرہ بڑھنے والا فتنہ کس طرح دور کیا جا سکتا۔

حضرت اماں جان کے احسان

دوسری تحریک اللہ تعالیٰ نے حضرت اماں جان کے دل میں پیدا کی۔ اور آپ نے اپنی ایک زمین جو قریباً ایک ہزار روپیہ میں بکی۔ الفضل کے لئے دے دی۔ مائیں دنیا میں خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہیں مگر ہماری والدہ کو ایک خصوصیت ہے۔ اور وہ یہ کہ احسان صرف ان کے حصہ میں آیا ہے۔ اور احسان مندی صرف ہمارے حصہ میں آئی ہے۔ دوسری ماؤں کے بچے بڑے ہو کر ان کی خدمت کرتے ہیں۔ مگر ہمیں یا تو اس کی توفیق ہی نہیں ملی کہ ان کی خدمت کر سکیں یا شکر گزار دل ہی نہیں ملے جو ان کا شکریہ ادا کر سکیں۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو اب تک احسان کرنا انہیں کے حصے میں ہے۔ اور حسرت وندامت ہمارے حصے میں۔ وہ اب بھی ہمارے لئے تکلیف اٹھاتی ہیں اور ہم اب بھی کئی طرح ان پر بار ہیں۔ دنیا میں لوگ یا مال سے اپنے والدین کی خدمت کرتے ہیں یا پھر جسم سے خدمت کرتے ہیں۔ کم سے کم میرے [illegible] نہیں۔ مال نہیں کہ خدمت کر سکوں۔ یا شاید احساس نہیں کہ سچی قربانی کر سکوں۔ جسم ہے مگر کیا؟ صبح سے شام تک جس کو ایک نہ ختم ہونے والے کام میں مشغول رہنا پڑتا ہے بلکہ راتوں کو بھی۔ پس بار منت کے اٹھانے کے سوا اور کوئی صورت نہیں۔ میں جب سوچتا ہوں حسرت وندامت کے آنسو بہاتا ہوں کہ خدایا میرے جیسا نکما وجود بھی دنیا میں کوئی ہو گا جس نے خود تو کبھی کسی پر احسان نہیں کیا۔ مگر چاروں طرف سے لوگوں کے احسانات کے نیچے دبا ہوا ہے۔ کیا میں صرف احسانوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے ہی دنیا میں پیدا ہوا تھا۔

خدا تعالیٰ کے فضل

باپ ملا تو وہ کہ اس پر احسان کرنے کا خیال تو کجا احسان کا بدلہ دینے کی امید بھی علامت جنون ہے۔ والدہ ملیں تو وہ کہ پیدائش سے اس وقت تک ان کی طرف سے احسان ہی احسان ہیں۔ اور یہاں کسی بدلے کا خیال بھی ایک نہ پوری ہونے والی امیدوں کا سلسلہ۔ بیوی اللہ تعالیٰ نے وہ دی کہ اس نے ہر تکلیف میں محبت اور دلجوئی سے کام لیا۔ اور بغیر اس کے کہ میں نے اسے آرام دیا ہو میرے لئے اس نے قربانی اور ایثار کا نمونہ دکھایا۔ اب ایک جماعت کا امام بنایا تو ایسے لوگوں کو ماتحت بنا دیا جو اپنے ایثار اور اپنے اخلاص اور اپنی محبت کے اظہار سے ہمیشہ شرمندہ ہی کرتے رہتے ہیں۔ ان کی دینی قربانیاں میرے لئے قابل رشک۔ اور ان کا مذہبی جوش میرے لئے لائق اقتداء ہے۔ پھر میں کس مرض کی دوا دنیا میں پیدا کیا گیا ہوں۔ اے کاش! میں بھی کسی کام کا ہوتا۔ اے کاش! میں بھی کسی کے احسان کا بدلہ احسان سے دے سکتا۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی امداد

تیسرے شخص جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے تحریک کی وہ مکرمی خان محمد علی خان صاحب ہیں آپ نے کچھ روپیہ نقد اور کچھ زمین اس کام کے لئے دی۔ پس وہ بھی اس رو کے پیدا کرنے میں جو اللہ تعالیٰ نے ”الفضل“ کے ذریعہ چلائی حصہ دار ہیں۔ اور السابقون الاولون میں سے ہونے کے سبب سے اس امر کے اہل ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے اس قسم کے کام لے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر قسم کی مصائب سے محفوظ و مامون رکھ کر اپنے فضل کے دروازے ان کے لئے کھولے۔

”الفضل“ نام کس نے رکھا

غرض جب اس طرح روپیہ کا انتظام ہو گیا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے میں نے اخبار کی اجازت مانگی اور نام پوچھا۔ آپ نے اخبار کی اجازت دی۔ اور نام ”الفضل“ رکھا۔ چنانچہ اس مبارک انسان کا رکھا ہوا نام ”الفضل“ فضل ہی ثابت ہوا۔ اسی زمانہ میں ”پیغام صلح“ لاہور سے شائع ہوا۔ تجویز پہلے میری تھی مگر ”پیغام صلح“ ”الفضل“ سے پہلے شائع ہوا۔ کیونکہ ان لوگوں کے پاس سامان بہت تھے۔

الفضل کی اشاعت کا ایک خاص معاون

جب الفضل نکلا ہے اس وقت ایک شخص جس نے اس اخبار کی اشاعت میں شاید مجھ سے بھی بڑھ کر حصہ لیا وہ قاضی ظہور الدین صاحب اکمل ہیں۔ اصل میں سارے کام وہی کرتے تھے۔ اگر ان کی مدد نہ ہوتی تو مجھ سے اس اخبار کا چلانا مشکل ہوتا۔ رات دن انہوں نے ایک کر دیا تھا۔ اس کی ترقی کا ان کو اس قدر خیال تھا۔ کہ کئی دن انہوں نے مجھ سے اس امر میں بحث پر خرچ کئے۔ کہ اس کے ڈیکلریشن کے لئے مجھے منگل کو نہیں جانا چاہئے۔ کیونکہ یہ دن نامبارک ہوتا ہے۔ مگر مجھے یہ ضد کہ برکت اور نحوست خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔ مجھے منگل کو ہی جانا چاہئے۔ تا یہ وہم ٹوٹے۔ میرا خیال ہے اس امر میں مجھے قاضی صاحب پر فتح ہوئی۔ کیونکہ میں

منگل کو ہی گیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈیکلریشن بھی مل گیا۔ جس کی نسبت قاضی صاحب کو یقین تھا کہ اگر میں منگل کو گیا تو کبھی نہیں ملے گا۔ اور اخبار بھی مبارک ہوا۔ بعد میں گو ایک مینیجر رکھ لیا گیا مگر شروع میں قاضی صاحب ہی مینیجری کا بھی بیشتر کام کرتے تھے اور مضمون نویسی میں بھی میری مدد کرتے تھے۔

الفضل کے دوسرے مددگار

دو مددگار اور بھی تھے ایک صوفی غلام محمد صاحب اور ایک ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر۔ صوفی صاحب اس وقت اردو اچھی نہیں لکھ سکتے تھے۔ اور میرا خیال ہے کہ میری ظالمانہ جرح وتعدیل سے ان کی زبان میں بہت کچھ اصلاح ہوئی ہے۔ مگر زیادہ مدد قاضی صاحب ہی کی تھی۔ کیونکہ اس وقت میرے دوستوں میں سے جو شخص صحیح مشورہ اخبار کے متعلق دے سکتا تھا وہ قاضی اکمل صاحب ہی تھے۔

”الفضل“ کی مخالفت

آخر ”الفضل“ نکلا۔ اور دشمن نے جب دیکھا۔ کہ خدا نے صداقت کے اظہار کے لئے بھی ایک دروازہ کھول دیا ہے۔ تو اس کی مخالفت اور بھی چمک اٹھی۔ حضرت خلیفہ المسیح نے جب پہلا نمبر ”الفضل“ کا پڑھا تو فرمایا کہ ”پیغام“ بھی میں نے پڑھا ہے۔ ”الفضل“ بھی۔ مگر بہاں شتان بینھما۔ یعنی کجا وہ کجا یہ۔ یہ تو ایک مبصر کی رائے تھی۔ مگر ہر شخص مبصر نہیں ہوتا۔ چاروں طرف سے اس کی مخالفت کی آوازیں اٹھنی شروع ہوئیں۔ اور میں نے سمجھا کہ جماعت اس وقت ”الفضل“ کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ مگر میں اس امر کے لئے تیار تھا کہ ”الفضل“ کی مخالفت ہوگی اور یہی وجہ تھی کہ دو تین ہزار روپیہ پہلے جمع کر کے میں نے اخبار کے نکالنے کا ارادہ کیا تھا۔ ہر پرچہ جو نکلتا مخالفت کی ایک لہر پیدا کر دیتا۔ اور اس کے خلاف جس قدر ممکن ہو سکتا جھوٹ اور فریب سے کام لیا جاتا۔ اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ ہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس وقت یہ امر معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود کا قائم کردہ ایمان کیا مضبوط تھا۔

جماعت کی توجہ الفضل کی طرف

باوجود مخالفت کے جماعت کی توجہ آہستہ آہستہ ”الفضل“ کی طرف پھرنی شروع ہوگئی۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں باوجود ”پیغام“ کی مخالفت اور ”بدر“ کی پیغام کے حق میں غیر جانبدارانہ ہمدردی کے ”الفضل“ کی خریداری بڑھنے لگی۔ ”الحکم“ ان دنوں اول تو نکلتا ہی کم تھا دوسرے اس وقت اس کو صاحبان پیغام نے اس قدر بدنام کر دیا ہوا تھا کہ اس کی تائید مخالفوں کی مخالفت سے زیادہ خطرناک تھی۔ اور ہمارے شیخ صاحب باوجود ایک مخلص دل رکھنے کے گورنمنٹ کے ایجنٹ فری میسن خفیہ سازشوں کے بانی. دشمنان سلسلہ کے ہتھیار اور نہ معلوم کن کن ناموں سے مشہور تھے۔

ایک نوجوان

الفضل کا دفتر اس وقت نواب محمد علی خان صاحب کے مکان میں تھا۔ اور وہیں مرزا محمد اشرف صاحب جو اب محاسب صدر انجمن احمدیہ ہیں رہا کرتے تھے۔ ان کے پاس اس وقت ان کے وطن کا ایک نوجوان رہتا تھا۔ جس کی مونچھیں اور داڑھی ابھی نہ نکلی تھیں۔ یہ نوجوان ایک اور نوجوان سے مل کر عین ”الفضل“ کے سامنے بیٹھ کر ”پیغام صلح“ کی تائید اور ”الفضل“ کی غلطیوں پر بڑے زور سے بحثیں کیا کرتا تھا۔ ہمارے قاضی صاحب کو اس کی یہ حرکت بہت ناپسند تھی۔ اور وہ مجھے بعض دفعہ کہتے کہ ”الفضل“ کے دفتر میں ایسی گفتگو سخت مضر ہے۔ مگر میرے دل میں اس نوعمر نوجوان کی یہ بات دو متضاد جذبات پیدا کیا کرتی تھی۔ میں اس کے ناواقفی کے اعتراضوں کو ناپسند بھی کرتا اور اس کے فعل کو کہ عین دفتر ”الفضل“ کے دروازہ کے سامنے بیٹھ کر اس بحث کو چھیڑتا تھا۔ استعجاب کی نگاہ سے بھی دیکھتا تھا۔ یہ نوجوان بعد میں قادیان سے چلا گیا۔ اور اس نے ”پیغام صلح“ میں ہمارے مخالف بعض مضامین بھی لکھے۔ اس وقت اسے یہ معلوم نہ تھا کہ غیب نے اس کے لئے کیا مقدر رکھا ہوا ہے۔ قدرت اس کو کسی اور راہ پر چلانا چاہتی تھی۔ اور وہ قدرت کے ہاتھوں سے بچ کر کہاں جا سکتا تھا۔ آخر گرفتار ہوا اور میری بیعت کی۔ اور کچھ دنوں کے بعد اسی دفتر میں جس کے دروازہ پر بیٹھ کر وہ ”الفضل“ اور پیغام کا مقابلہ کیا کرتا تھا اور ”پیغام صلح“ کی پالیسی کو ترجیح دیا کرتا تھا۔ وہ داخل ہو گیا۔ اور آج اس کی ایڈیٹری کے عہدہ پر ممتاز ہے۔ آپ لوگ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ نوجوان میاں غلام نبی صاحب بلانوی ایڈیٹر الفضل تھے۔ خدا کی قدرتیں بھی عجیب ہیں۔ سفر کہاں سے شروع ہوا اور کہاں آ کر ختم ہوا۔ والامور بخواتیمھا

خدا کے عطا کردہ نئے کارکن

1914ء کا دور جو میرے لئے بھی الفضل کے لئے اور ساری جماعت کے لئے بھی نیا دور تھا۔ وہ تو غالباً بہتوں کو یاد ہوگا۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کی حقیقت کو دنیا پر واضح طور پر ظاہر کیا۔ ہمیں نئے نئے کارکن عطا کئے۔ حافظ روشن علی صاحب. مکرم میر محمد اسحٰق صاحب. عزیزم مرزا بشیر احمد صاحب. چوہدری فتح محمد صاحب. ماسٹر محمد الدین صاحب. صوفی غلام محمد صاحب. ماسٹر نیر صاحب اسی دور جدید کی یادگار ہیں۔ اور کئی پودے جڑیں پکڑ رہے ہیں۔ اللھم زدفزد

الفضل کو ترقی مبارک ہو

”الفضل“ نے بھی اس عرصہ میں کئی رنگ بدلے ہیں۔ اور اب وہ پھر اپنے پرانے سائز پر چھپنا شروع ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ یہ ترقی مبارک کرے۔ ترقی اس لئے کہ گو سائز اس کا پرانا ہوگا مگر اب وہ ہفتہ میں دوبار نکلے گا۔ اور پہلے وہ ہفتہ میں ایک بار نکلتا تھا۔

تغیرات سے پاک صرف ایک ہستی ہے

چیزیں بنتی ہیں اور بگڑتی ہیں۔ آدمی پیدا ہوتے ہیں اور مرتے ہیں۔ کام شروع ہوتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں۔ کہیں ترقی ہے کہیں تنزل ہے۔ کہیں خوشی ہے کہیں رنج ہے۔ مگر ایک ہستی ہے جو ان سب تغیرات سے پاک ہے۔ وہی وارث ہے سب کی۔ جب دوست اور اولاد انسان کو بھلا دیتے ہیں۔ جب پسینہ کی جگہ خون بہانے والے لوگوں کے دلوں میں ایک ہلکے نقش کی طرح ایام سلف کی یاد باقی رہ جاتی ہے اس وقت وہی ہستی اس کی یاد کو تازہ رکھتی ہے پس اصل میں وہی وارث ہے۔

نیک کام کا قیام

کہتے ہیں نیک کام دنیا میں قائم رہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نیک کام قائم رہتا ہے مگر یہ غلط ہے کہ دنیا میں قائم رہتا ہے کئی نیک کام ہیں جو دنیا سے غائب ہو گئے اور بھلا دیئے گئے ہیں۔ کئی نبی ہیں جن کے نام تک ہمیں معلوم نہیں۔ نیک کام اس ہستی کے پاس قائم رہتا ہے جو اصل وارث ہے ھوالاول والآخر انسان کو اسی نے پیدا کیا اور آخر اسی کے پاس وہ جاتا ہے۔ اور اسی کے ذریعہ سے اس کے کام اور اس کی ذات قائم رہتی ہے۔ ابتدءً بھی اسی نے پیدا کیا تھا۔ انجام بھی صرف اسی کے ہاتھ میں ہے پس وہی اول ہے وہی آخر ہے۔ وہی مورث ہے وہی وارث ہے۔ وہی فوق ہے وہی تحت ہے۔

(الفضل 4 جولائی 1924ء)

خطوط آراء تجاویز

محترم محمد سلیم رند صاحب ڈیرہ غازی خان سے تحریر فرماتے ہیں:

خاکسار کو پہلے بھی اخبار الفضل پڑھنے کا شوق تھا۔ لیکن گزشتہ چار سالوں میں روزانہ مطالعہ کرنا میری عادت بن گئی ہے۔ سونے سے قبل اخبار کا مطالعہ ضرور کرتا ہوں۔ پہلے صفحہ پر حدیث اور حضرت مسیح موعود کے روح پرور ملفوظات ہمارے لئے بہت مفید ہیں۔ اسی اخبار کے ذریعہ ہمیں پوری دنیا کے احمدیوں کے دکھ سکھ کا پتہ چلتا ہے۔ اس سلسلہ میں میری ایک تجویز ہے اور وہ یہ کہ اگر کسی افسوسناک وفات پر ان کے لواحقین کا پورا ایڈریس لکھ دیا جائے تو احباب ان کو تعزیت کا خط لکھ سکتے ہیں۔

محترم سعید فطرت صاحب ربوہ سے لکھتے ہیں:

توحید باری تعالیٰ کے موضوع پر ایک گرانقدر الفضل کا نمبر شائع کرنا نہ صرف کمال ہے بلکہ الفضل کے قارئین کے لئے احسان سے کم نہیں۔ یہ توحید نمبر نہ صرف ادارہ کے لئے بلکہ پوری جماعت کے لئے باعث رحمت وبرکت ہوگا۔ اس خط کے ذریعے میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس خاص نمبر میں بہت سے اشتہارات دیکھنے کو ملے۔ بلاشبہ روزنامہ الفضل کے ذریعہ اپنی تجارت کو فروغ دینا نہ صرف فائدہ ہے بلکہ بہت بڑی نیکی بھی ہے۔ یہ اخبار ہماری پاکیزہ روایات کا امین اور صاف شفاف ثقافت کا بھی آئینہ دار ہے۔

محترم شیخ عبدالرزاق صاحب کریم نگر فیصل آباد سے لکھتے ہیں:

یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ الفضل ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ الفضل میں نئے نئے لکھنے والے سامنے آ رہے ہیں۔ میرا مشورہ ہے کہ اگر آپ کے پاس بے روزگاری کے خاتمہ یا تجارت کے فوائد کے موضوع پر کوئی مضمون ہو تو الفضل میں ضرور شائع کریں اس سے بہت سے نوجوانوں کا بھلا ہو گا۔ اس جانب ہمارے قلمکاروں کو توجہ کرنی چاہئے۔

محترم وسیم احمد خان صاحب ڈگری گھمنا ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں:

بارہ سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا ہے خاکسار الفضل کا مطالعہ ضرور کرتا ہے۔ کیونکہ اس سے مختلف علوم میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔ الفضل کے سارے سلسلے مجھے بہت پسند ہیں۔ خاص طور پر چھوٹے چوکھٹوں میں بعض اہم باتیں لکھی ہوتی ہیں۔ مثلاً حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خط لکھنے یا آنکھوں اور خون کے عطیہ دینے کے بارے میں وہ سب بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔

اپنے وطن کی سیر — عبدالصمد قریشی صاحب

بلتستان اور سکردو

بلتستان ایک خوبصورت اور جنت نظیر خطہ پاکستان کے انتہائی شمال میں واقع ہے۔ یہ علاقہ اپنے انتہائی بلند پہاڑ مثلاً K.2 بڑے بڑے دیوہیکل گلیشرز مثلاً سیاچین اور بالتورو (Baltoro) خاموش جھیلوں اور حسین آبشاروں کی وجہ سے دنیا میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس علاقے کی اوسط بلندی تقریباً 7500 فٹ ہے۔ بارش کی کمی کی وجہ سے یہ علاقہ اس قدر سرسبز وشاداب نہیں جس قدر وادی کاغان اور وادی سوات ہیں۔ لیکن اپنے منفرد حسن کی بدولت دنیا بھر کے سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہے۔

محل وقوع کے لحاظ سے اس کے شمال میں چین کا صوبہ سنکیانگ ہے مشرق کی سمت لداخ مغرب کی جانب گلگت اور جنوب میں مقبوضہ کشمیر ہے۔ بلتستان کا ضلعی ہیڈ کوارٹر سکردو ہے جو دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے۔ بلتستان سطح سمندر سے تقریباً 7500 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ ضلع سکردو کی مشہور وادیوں میں خپلو (Khaplu) رونڈو (Rondu) خارمنگ (Kharming) شگر (Shigar) اہم ہیں۔ ان میں خپلو اور شگر زیادہ مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ سٹ پارہ اور کچورا جھیلیں سکردو کے حسن میں مزید اضافہ کرتی ہیں۔ یہاں پر موسم سرما انتہائی سرد جبکہ موسم گرما میں بھی موسم قدرے سرد لیکن خوشگوار ہوتا ہے۔ اپریل سے لے کر 31 اکتوبر تک موسم سیاحت کے لئے بہت موزوں ہوتا ہے۔ ان ایام میں اہل ذوق اور سیاحت کے شوقین لوگ بڑی تعداد میں یہاں کی سیر کے لئے آتے ہیں۔ ٹریکرز اور کوہ پیماؤں کے لئے یہ علاقہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ کسی زمانہ میں ان علاقوں تک پہنچنا قدرے مشکل ضرور تھا مگر شاہراہ ریشم کی تعمیر نو کے بعد اب علاقوں تک پہنچنا اتنا مشکل نہیں رہا۔

سٹ پارہ جھیل

سٹ پارہ جھیل سکردو سے تقریباً 8 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے جھیل تک جیپ کے ذریعے تقریباً 20 منٹ لگتے ہیں ویسے زیادہ تر لوگ پیدل جانا پسند کرتے ہیں۔ اس خوبصورت جھیل پر برف موجود ہے مگر موسم گرما میں جھیل قدرے صاف ہو جاتی ہے لیکن برف کے آثار باقی رہتے ہیں۔ اس شفاف جھیل کے بیچوں بیچ ایک چھوٹی سی جزیرہ نما جگہ ہے۔ اس جھیل پر لوگ مچھلی کا شکار بھی کرتے ہیں۔ یہ جھیل خوبصورت اور برف پوش پہاڑوں میں گھری ہوئی ہے اور اس کا صاف و شفاف پانی ان پہاڑوں کا عکس خوبصورت انداز میں پیش کرتا ہے یہاں پہنچ کر انسان خود کو کسی اور دنیا میں محسوس کرتا ہے۔

سٹ پارہ جھیل کے جنوب میں دنیا کا بلند ترین اور وسیع ترین میدان واقع ہے جسے دیوسائی میدان کہتے ہیں۔ فطرت کو جانچنے والے اس میدان میں پہنچ کر بھی ایک عجیب سی لذت محسوس کرتے ہیں۔

کچورا جھیل

کچورا جھیل کا سکردو سے فاصلہ تقریباً 30 کلومیٹر ہے بذریعہ جیپ یہاں تک پہنچنے میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگتا ہے۔ نیلگوں رنگ لئے پرسکون یہ جھیل قدرت کا شاہکار لگتی ہے۔ خاص طور پر بہار کے موسم میں اس کے کناروں پر رنگارنگ پھول اور پھل دار درخت جھیل کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ گرمیوں کے دنوں میں ان درختوں پر پھل پک جاتے ہیں۔ یہاں کا سب سے اہم پھل خوبانی ہے یہ یہاں پر کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔

وادی شیگر

وادی شیگر سکردو سے 32 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جیپ کے ذریعے تقریباً دو گھنٹوں میں وہاں پہنچا جا سکتا ہے۔ اس وادی کا شمار دنیا کی خوبصورت ترین وادیوں میں کیا جاتا ہے ٹریکرز حضرات کے ٹو اور نانگا پربت کے لئے سفر کا آغاز یہیں سے کرتے ہیں۔

وادی خپلو

سکردو سے تقریباً 103 کلومیٹر کے فاصلہ پر وادی خپلو واقع ہے۔ جیپ کے ذریعے یہاں تک پہنچنے میں تقریباً 6 گھنٹے لگتے ہیں۔ اس وادی کے ساتھ مشہور چوٹیاں ماشر برم (Masherbrum) K.6، K.7 شرپی کانگ (Sherpi Kang) اور سیا کانگری (Sia Kangri) وغیرہ واقع ہیں۔ سیاحت ٹریکنگ اور کوہ پیمائی کے شوقین حضرات کی بہت بڑی تعداد ہر سال ان علاقوں میں آتی ہے۔

دیگر قابل ذکر مقامات

سکردو کی دیگر قابل ذکر اور دیکھنے والی جگہوں میں یہاں کا مشہور مندوق کھار محل Mindoq Khar Palace (جسے پھولوں کا محل بھی کہا جاتا ہے) اور یہاں کا مشہور قلعہ خارفوچو Kharfocho fort قلعہ سکردو کے قریب ایک پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہیں۔

یہ علاقہ ماضی میں بدھ تہذیب کا گہوارہ رہا ہے۔ سکردو کے قریب مشہور بدھسٹ روک ہمیشہ سے سیاحوں کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔

پاکستان کے شمالی علاقہ جات اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے تو بے مثال ہیں ہی مگر اس کے ساتھ ساتھ ماضی کی روایات کے امین بھی ہیں۔ گزرے وقتوں کی داستانیں یہاں بکھری پڑی ہیں جو کہ دراصل ہماری تاریخ کا حصہ ہیں۔ یہاں کی سیاحت کے لئے آنے والوں کی اکثریت کا تعلق غیر ممالک خصوصاً یورپین ممالک سے ہوتا ہے۔ ہم پاکستانیوں کی اکثریت ابھی تک ان علاقوں کی اہمیت سے بے خبر ہے۔ کیا ہمارے لئے یہ بات قابل فکر نہیں کہ غیر ہمارے ان علاقوں کے بارے میں ہم سے زیادہ باخبر ہوں؟

☆......☆......☆......☆

ہنسی علاج الامراض ہے

ہومیو ڈاکٹر نذیر احمد مظہر صاحب

یہ حقیقت ہے کہ "ہنسنا اور خوش رہنا" بہت سی امراض کا علاج ہے۔ امراض معدہ وامعاء امراض قلب ودماغ واعصاب نفسیاتی عوارض۔ اعصابی دباؤ وتناؤ۔ افسردگی۔ مایوسی۔ گھبراہٹ بے چینی۔ پریشانی۔ موڈ کی خرابی غرضیکہ سب کا موثر علاج ہے۔ جو شخص خود خوش رہتا ہے ہنستا ہے دوسروں کو ہنساتا ہے نہ صرف اپنی ذات پر مفید اثرات ڈالتا ہے بلکہ معاشرہ پر بھی مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا حلقہ احباب وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے ایک مقولہ ہے کہ "اگر تم ہنسو گے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہنسے گی اور اگر روؤ گے تو اکیلے روؤ گے"۔

ایسا شخص نہ صرف اپنا غم بھلاتا ہے بلکہ دوسروں کے غموں کا بھی ازالہ کرتا ہے۔ پھر یہ علاج ہے بھی مفت اور اس میں نہ ڈاکٹروں کی فیس۔ نہ دوا کی بدمزگی۔ نہ ٹیکے کے درد سے واسطہ پڑتا ہے۔

روحانی ومذہبی اعتبار سے مسکرانا اور خوش رہنا باعث ثواب ہے ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خندہ پیشانی سے ملنے کی تلقین فرمائی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مسکرانے پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ بلاشبہ خندہ روئی مکارم اخلاق کا ایک اہم جزو ہے۔

ہنسنا اور رونا لازم وملزوم ہیں

مرزا غالب نے کیا خوب کہا ہے ع

نہ ہو مرنا تو جینے کا مزہ کیا

ہنسنے کا صحیح اور حقیقی لطف ہی تب آتا ہے جب انسان خدا کے حضور روئے بھی ورنہ ہمہ وقت ہنسنے سے طبیعت بوجھل اور پریشان ہو جاتی ہے ہر چیز کی انتہا ٹھیک نہیں ہوتی میانہ روی ہمیشہ بہتر ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ میانہ روی سب سے بہتر ہے۔

ہنسی میں اعتدال

بعض ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں جو ہنسی میں اعتدال کو قائم نہیں رکھتے۔ اور اچھی بھلی سنجیدہ بات کو بھی ہنسی اور تمسخر کی نذر کر ڈالتے ہیں پھر اپنے یا دوسروں کے مقام اور درجہ کا بھی خیال نہیں رکھتے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: "گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی" اس سے کئی قباحتیں بھی پیدا ہوتی ہیں جہاں بعض ایسے بھی ہیں جو ہنسی کا فعل انجام دیتے وقت اپنی تمام توانائی اس امر پر صرف کر دیتے ہیں اور اپنا ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے سوتوں کو جگا دیتے اور بھونچال برپا کر دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

وہاں بعض ایسے بھی ہیں جو اس حسین فعل کی انجام دہی میں بخیل واقع ہوئے ہیں۔ جب وہ ہنستے ہیں تو کچھ ایسے ہنستے ہیں گویا کوئی جبری ڈیوٹی انجام دے رہے ہوں یا پھر ان کے ہنسنے کا انداز کچھ ایسا ہوتا ہے جیسے رو رہے ہوں ممکن ہے انہیں اپنے مبارک دانتوں کو نظر بد کا خدشہ ہوتا ہو اور وہ انہیں چھپانا چاہتے ہوں۔

ہنسی اور تھکاوٹ

ہم نے تجربہ کیا ہے اور ہر شخص اس کا خود تجربہ کر سکتا ہے کہ خوش باش رہنے اور ہنسنے سے کثرت کار کے باوجود بھی تھکاوٹ نہیں ہوتی۔ فری ہومیو ڈسپنسریوں کے انعقاد کے مواقع پر محدود وقت میں سینکڑوں مریض دیکھنے میں آتے اور ہم ان کے ساتھ خندہ روئی کے ساتھ پیش آتے اور کئی گھنٹے کی مسلسل محنت کے باوجود ہم خدا کے فضل کے ساتھ تازہ دم ہی رہتے گویا کہ کوئی کام کیا ہی نہیں۔ اس طرح اعصاب پر دباؤ نہیں پڑتا اور نہ ہی تھکاوٹ ہوتی ہے تمام شعبہ ہائے زندگی کے لوگ اسے اپنا سکتے ہیں بالخصوص معالج پیشہ احباب کو اس طریق پر ضرور عمل کرنا چاہئے اس میں نہ صرف معالج کا فائدہ ہے بلکہ مریضوں پر بھی اس کا نہایت خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

ہنسی اور جھوٹ

بعض لوگ ہنسنے ہنسانے کے لئے جھوٹ سے کام لیتے ہیں اور اگر کہا جائے تو کہتے ہیں کونسا جھوٹ ہے یہ تو مذاق ہے۔ اس بارہ میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کچھ یوں ارشاد ہے کہ جو شخص دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے اس کے لئے ہلاکت ہے۔ ہلاکت ہے۔

ہلاکت ہے۔ یوں تو اس کی ان گنت قسمیں اور مثالیں ہیں مگر اسکی بد ترین مثال جو نجانے کتنی ہلاکت خیزیوں اور نقصانات کا باعث بن چکی ہے اور آئے دن بنتی رہتی ہے وہ ہے فرسٹ اپریل فول "FIRST APRIL FOOL" کی رسم۔ اس دن (جھوٹ بول کر) کہا جاتا ہے کہ تمہارے فلاں عزیز کو حادثہ پیش آگیا ہے۔ یا فلاں کو ہارٹ اٹیک ہو گیا ہے یا سنگین کیس میں گرفتار کر لیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے نتیجہ میں خطرناک حادثات و واقعات پیش آچکے ہیں یہ ایک نہایت جاہلانہ ہلاکت آفرین جھوٹ ہے جسے روکنے کے لئے اہم اقدامات کی ضرورت ہے۔

ہنسی اور فعل ہضم

ہنسنے اور خوش رہنے سے عمل ہضم نہایت خوبی سے انجام پاتا ہے جو کہ سفوفات ہاضمہ اور چورنوں سے کہیں زیادہ موثر اور بے ضرر ہے جب کہ پریشان رہنے اور کڑھنے سے یہ فعل بہت متاثر ہوتا ہے۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

✿ مکرم نعیم طاہر سون مربی سلسلہ لکھتے ہیں۔ خاکسار کے چچا مکرم ادریس احمد سون' باٹا پور لاہور۔ سابق محاسب ضلع لاہور' سیکرٹری وقف نو کی گردن کے مہروں میں فرق آجانے اور فاصلے بڑھ جانے سے دائیں بازو اور گردن میں شدید تکلیف ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

✿ محترمہ شوکت بی بی صاحبہ بنت مکرم مولوی بدر دین صاحب (معلم) مرحوم دارالبرکات ربوہ کے گردے کا اپریشن ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے کمزوری بہت ہو گئی ہے۔ موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

نکاح

✿ مکرم نسیم احمد صاحب متعلم ایم ایس سی ابن مکرم شریف احمد بھٹی صاحب مکان نمبر 7/14 دارالرحمت غربی ربوہ کا نکاح ہمراہ عزیزہ فوزیہ نصر اللہ بنت مکرم محمد نصر اللہ صاحب مرحوم کینیڈا مبلغ دو لاکھ روپیہ حق مہر پر مورخہ 20 مئی 2001ء بعد نماز عصر محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے بیت الناصر ربوہ میں پڑھا۔ اور محترم سمیع اللہ صاحب صادق ربوہ نے (جو بچی کے تایا ہیں) ایجاب و قبول کیا۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

محترمہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد انور صاحب حال مسلم پارک پیپلز کالونی نمبر 2 فیصل آباد مورخہ 23-5-2001 کو وفات پا گئیں۔

آپ کا جنازہ مکرم شیخ مظفر احمد صاحب امیر جماعت فیصل آباد نے پڑھایا۔ بعدہ جسد خاکی ربوہ لایا گیا۔ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب نائب ناظر زراعت نے دعا کروائی۔

مرحومہ مکرم چوہدری برکت علی صاحب آف چوہدری والا فیصل آباد کی بیٹی اور مکرم چوہدری عبدالرحیم صاحب آف چوہدری والا کی بہو تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔ احباب جماعت سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

اعزاز

✿ مکرم فضل محمود صاحب ابن ڈاکٹر منیر احمد محمود (مرحوم) سابق معلم وقف جدید ربوہ کو امسال گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی سالانہ کھیلوں میں بہترین کھلاڑی (Best Athlete) کے اعزاز سے نوازا گیا ہے۔ اس کے علاوہ عزیزم نے ڈائریکٹریٹ آف ایجوکیشن فیصل آباد ڈویژن کے تحت ہونے والی سالانہ اتھلیٹکس کھیلوں سیشن 2000-2001ء میں چار اہم پوزیشنز حاصل کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک فرمائے۔

(نظارت تعلیم)

اعلان دارالقضاء

(مکرم خالد باری صاحب بابت ترکہ محترمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ)

✿ مکرم خالد باری صاحب ابن مکرم غلام باری صاحب آف قلعہ گجر سنگھ لاہور نے درخواست دی ہے کہ میری والدہ محترمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ قطعہ نمبر 10/19 برقبہ ایک کنال واقع محلہ دارالنصر میں سے ان کا حصہ دس مرلہ ہے۔ ان کا یہ حصہ میرے نام منتقل کر دیا جائے۔ خاکساران کا واحد وارث ہے۔ والد صاحب وفات پا چکے ہیں۔ دیگر کوئی بہن بھائی نہ ہے۔

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

عطیہ چشم' صدقہ جاریہ

عالمی خبریں

عالمی ذرائع ابلاغ سے

شنگھائی کو علاقائی تعاون کی تنظیم میں بدل دیا گیا۔ شنگھائی 5 کے رکن ممالک چین' روس' قازقستان' کرغزستان اور تاجکستان نے شنگھائی 5 کو علاقائی تعاون کی نئی تنظیم کو آپریشن آرگنائزیشن (ایس سی او) میں تبدیل کر دیا ہے۔ تنظیم کے اغراض و مقاصد میں خطے میں دہشت گردی سے نمٹنا' علاقائی استحکام کی ضمانت فراہم کرنا اور دنیا میں ایک سے زیادہ سپر طاقتوں کے حامل نظام کے قیام کے لئے جدوجہد کرنا شامل ہیں۔

یورپی سربراہ کانفرنس کے خلاف ہزاروں کا احتجاج۔ سویڈن کے شہر گوتھنبرگ میں یورپی یونین کے سربراہ اجلاس کے موقع پر نقاب پوش مظاہرین نے پرتشدد احتجاج کیا اور پولیس پر کریکر اور پتھر برسائے۔ جس کے بعد مظاہرین کی پولیس سے جھڑپیں شروع ہو گئیں۔ یورپی یونین اور گلوبلائزیشن مخالف ہزاروں کارکنوں نے سربراہ کانفرنس کے خلاف احتجاجی مارچ کیا۔

امن سمجھوتے پر عملدرآمد شروع۔ امریکی کوششوں کے نتیجے میں اسرائیل اور فلسطین نے مشرق وسطی میں کشیدگی کے خاتمے اور تنازعے کے حل کے لئے عملی اقدامات کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ اسرائیل نے غزہ کی پٹی اور مغربی کنارے کے سرحدی علاقوں میں فلسطینیوں کی نقل و حرکت پر عائد پابندی ختم کرنے کے علاوہ مصر کے ساتھ سرحد کھول دی ہے۔ اور کشیدگی کا شکار فلسطینی علاقوں سے ٹینکوں کی واپسی شروع ہو گئی ہے۔

شمال مشرقی افغانستان میں شدید لڑائی۔ طالبان کے جنگی طیاروں کے شمال مشرقی افغانستان کے علاقے میں بمباری کی جبکہ طالبان کی فوج نے مخالف فوجوں کی طرف سے چھینا گیا علاقہ واپس لینے کے لئے رات بھر سر توڑ کوششیں جاری رکھیں۔

بش کا دورہ یورپ ناکام۔ امریکی صدر جارج واکر بش یورپین لیڈروں کا اعتماد بحال کرنے میں کامیاب ہو سکے نہ ہی سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں ہونے والے مذاکرات کوئی خوشگوار ماحول پیدا کر سکے۔ بش اور یورپین لیڈر اپنے اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ گلوبل وارمنگ کے مسئلے پر بھی کوئی نتیجہ خیز بات سامنے نہیں آسکی۔

چین' روس اور وسطی ایشیا امریکی پروگرام کے خلاف۔ چین روس اور وسطی ایشیا امریکی میزائل شیلڈ پروگرام کے خلاف متحد ہو گئے۔ ان ممالک نے ایک مشترکہ بیان کے ذریعہ 1972ء کے اینٹی بیلسٹک معاہدے کی بھرپور حمایت کی ہے۔ امریکہ اس معاہدے کو ختم کر کے میزائل ڈیفنس شیلڈ کے لئے راستہ بنانا چاہتا ہے۔

جنگ بندی معاہدہ خطرہ میں۔ اسرائیل کی فوجوں نے امریکہ کے زیر انتظام طے پانے والے جنگ بندی کے منصوبے کے مطابق فلسطینی مقبوضہ علاقوں سے بھاری ہتھیاروں کو پیچھے ہٹانا شروع کر دیا ہے۔ اب شام کی فوجیں 11 سال بعد بیروت کے نواحی علاقوں میں واپس آرہی ہیں۔

افغان مہاجرین کو غیر مسلح کرنے کی مہم۔ سیکرٹری داخلہ تسنیم احمد نورانی نے کہا ہے کہ طالبان حکومت نے افغان پناہ گزینوں کو غیر مسلح کرنے کی مہم میں پاکستان سے تعاون پر آمادگی ظاہر کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حال ہی میں افغانستان کا جو دورہ کیا اس میں طالبان لیڈروں سے بڑی خفیہ بات چیت ہوئی اور وہ پاکستان میں مقیم مہاجرین کو غیر مسلح کرنے کے معاملے میں پاکستان کی مدد کے لئے تیار ہیں۔

مقبوضہ کشمیر میں خونریز جھڑپیں۔ مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین اور بھارتی قابض فوج کے درمیان خونریز جھڑپوں کے دوران 28 مجاہدین شہید جبکہ ایک آفیسر سمیت 28 بھارتی فوجی ہلاک ہو گئے۔ راجوری کے نزدیک بدبال علاقے میں ایک خونریز جھڑپ اس وقت شروع ہو گئی جب فوج نے علاقے میں موجود مجاہدین کو ہتھیار پھینکنے کے لئے کہا مجاہدین نے جواب میں فائرنگ کی۔ جھڑپ میں بھارتی فوج نے آٹھ مجاہدین شہید کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ ایک اور خونریز جھڑپ میں پانچ مجاہدین شہید ہونے کی اطلاعیں موصول ہوئی ہیں۔

8 حریت رہنما گرفتار۔ پاکستان آنکھیں بند کر کے مسئلہ کشمیر پر کوئی ایسا فارمولا تسلیم نہ کرے جو تحریک آزادی کے لئے نقصان دہ ہو۔ ان خیالات کا اظہار سابق چیئرمین کل جماعتی حریت کانفرنس سید علی گیلانی نے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر پر مذاکرات میں کشمیریوں کو شامل کرنے کے لئے پاکستان ویسا ہی زور دار موقف اختیار کرے جیسا کشمیریوں نے پاکستان کی شمولیت کے لئے کیا تھا۔ انہوں نے کہا اس سلسلہ میں پاکستان کو احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ یاد رہے کہ علی گیلانی اور سات دیگر رہنماؤں کو اننت ناگ کے علاقے میں گرفتار کر لیا گیا۔

واجپائی منگل کو فارغ ہوں گے۔ بھارت کے وزیراعظم آپریشن کے بعد تیزی سے صحتیاب ہو رہے ہیں اور انہیں منگل کو یہاں سے فارغ کر دیا جائے گا۔ اور وہ جنرل مشرف کے دورہ بھارت سے پہلے مکمل صحتیاب ہو کر مذاکرات میں شریک ہوں گے۔

اسلامی تحریکوں کو روکنے کے لئے روس چین کا اتحاد۔ چین اور روس کی زیر قیادت ایک چھ ملکی فورم نے وسطی ایشیا میں اسلامی علیحدگی پسندی کے رجحان پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ اور اسلامی تحریکوں کو روکنے کے لئے روس اور چین نے اتحاد کر لیا ہے۔

ملکی خبریں
ملکی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ: 16 جون- گزشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم ازکم درجہ حرارت 18 زیادہ سے زیادہ 35 درجے سنٹی گریڈ
☆ سوموار 18- جون غروب آفتاب: 7-19
☆ منگل 19- جون طلوع فجر: 3-20
☆ منگل 19- جون طلوع آفتاب: 5.00

بھارت جا رہا ہوں' تاریخ بدل دوں گا
چیف ایگزیکٹو نے کہا ہے کہ میں بھارت کھلے ذہن کے ساتھ جا رہا ہوں- مجھے امید ہے کہ میرے بھارتی ہم منصب (واجپائی) بھی ایسے ہی کھلے ذہن کا مظاہرہ کریں گے اور ہم تاریخ کو تبدیل کر دیں گے- ایسی شروعات کریں گے جو پہلے کبھی نہیں ہوئیں-

سیاسی سرگرمیوں کی اجازت- اے آر ڈی کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان نے کہا ہے کہ چیف ایگزیکٹو نے ملاقات کے دوران ملک میں سیاسی سرگرمیوں کی اجازت دے دی ہے- اور 14- اگست کو یوم آزادی کے سلسلے میں اے آر ڈی کے جلسہ عام کو منعقد کرنے کے حق کو تسلیم کر لیا ہے-

نواز شریف کو قانون کے مطابق سزا بھگتنا ہوگی وزیر خارجہ عبدالستار نے کہا ہے کہ ملک میں کرپشن سے پاک اور حقیقی جمہوریت کے لئے شفاف اور مضبوط نظام قائم کرنا چاہتے ہیں- انہوں نے کہا سابق جلاوطن وزیراعظم نواز شریف اگر دوبارہ وطن آئے تو انہیں قانون کے مطابق سزا کا سامنا کرنا پڑے گا-

یو بی ایل ملازمین کو ہڑتال ختم کرنے کا حکم
چیئرمین قومی کمیشن برائے صنعتی تعلقات نے یو بی ایل ملازمین' انتظامیہ اور ورکرز ایکشن کمیٹی کے مابین صنعتی تنازع کے تین روزہ مسلسل سماعت کے بعد یہ حکم صادر کیا ہے کہ یونین فوری طور پر ہڑتال ختم کردے- تمام ملازمین بنکوں میں اپنی ڈیوٹیوں پر حاضر ہو جائیں اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ فوری طور پر مذاکرات شروع کریں-

پاکستان میں فوج نہیں ٹیکنو کریٹس کی حکومت ہے پاکستان کے وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ ملک میں اس وقت فوجی نہیں بلکہ ٹیکنو کریٹس کی حکومت ہے- جس کی قیادت جنرل مشرف کر رہے ہیں- جسے ماضی کی جمہوری حکومتوں کے مقابلے میں نسبتاً بہتر حکومت کہا جا سکتا ہے-

پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کے قیام کا فیصلہ حکومت نے سرکاری اداروں کی طرف سے خریداری اور پروکیورمنٹ کے عمل کے دوران ہونے والی بے قاعدگیوں اور بدعنوانیوں کے خاتمے کے لئے پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس ضمن میں ڈرافٹ آرڈیننس تیار کر لیا گیا ہے جو آئندہ مالی سال سے نافذ العمل ہوگا-

سرمایہ کاری کے لئے فضا بہتر بنائی جائے
مختلف سابق وزرائے خزانہ اور منصوبہ بندی کمیشن کے سابق ڈپٹی چیئرمینوں نے موجودہ حکومت کی اقتصادی کارکردگی پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس وقت حکومت کا بڑا مسئلہ بڑھتا ہوا مالیاتی خسارہ ہے اور افراط زر بھی ہے- اس کے علاوہ رواں مالی سال میں مجموعی گروتھ ریٹ بھی 3 فیصد کم رہا ہے- اس لئے سرمایہ کاری کے لئے بہتر فضا بنائی جائے-

پنجاب اور سندھ کا تنازعہ سپریم کورٹ لے جانے کی تجویز ارسا نے تجویز پیش کی ہے کہ 1991ء کے فارمولے پر پنجاب اور سندھ کے درمیان تنازعہ کو سپریم کورٹ کے ذریعے حل کرالیا جائے- انہوں نے کہا کہ یہ معاملہ مشترکہ مفادات کی کونسل میں پیش کیا جانا چاہئے تھا چونکہ مشترکہ مفادات کی کونسل موجود نہیں ہے اس لئے اسے سپریم کورٹ لے جانا چاہئے-

پاک چین دوستی میں گہرائی آرہی ہے گورنر پنجاب نے کہا ہے کہ پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین کے دوستانہ تعلقات بلاشبہ زبردست اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ نصف صدی کے دوران دونوں ممالک نے ہر قسم کے علاقائی اور عالمی دباؤ کا کامیابی سے سامنا کیا ہے-

تربیلا اور منگلا ڈیم میں پانی کی آمد حالیہ بارشوں نے دریاؤں میں پانی کی مقدار بڑھاتے ہوئے ڈیموں کے لیول بلند کر دیئے ہیں- تربیلا کا لیول 3.8 فٹ مزید بڑھ گیا ہے- جبکہ منگلا میں مزید ایک فٹ بلند ہوا ہے- ماہرین کے مطابق آئندہ پانچ روز میں پانی کی قلت صرف 20 سے 25 فیصد رہ جائے گی-

بارشیں معمول سے زیادہ ہوں گی محکمہ موسمیات نے پیشگوئی کی ہے کہ اس سال مون سون کی بارشیں معمول سے زیادہ ہوں گی- محکمہ موسمیات کے ڈپٹی ڈائریکٹر کے مطابق 13 جون سے بارشیں ہونا "پری مون سون" یعنی موسم برسات سے پہلے ہے- انہوں نے امید ظاہر کی کہ اس سال مون سون بارشیں نہ صرف نارمل ہوں گی بلکہ نارمل سے بھی زیادہ ہوں گی

بقیہ صفحہ 1

118-119 پر شائع کیے گئے-

کھا رہا ہے دیں طمانچے ہاتھ سے قوموں کے آج
اک تزلزل میں پڑا (دین) کا عالی منار
جنگ روحانی ہے اب اس خادم و شیطان کا
دل گھٹا جاتا ہے یا رب سخت ہے یہ کارزار
اے خدا شیطان پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار

گاڑی برائے فروخت
ٹویوٹا کرولا- سلور گرے میٹیلک کلر GL-Model1996
بہترین حالت میں برائے فروخت موجود ہے
فون: 213699 - 214214

SAIGAL SONS
CLEARING & FORWARDING AGENT
Z.N. TRADING
Z.N. TRADING (SINGAPORE) PTE LTD

SAIGAL SONS
4th Floor, Room # 6,
Noman Tower,
Marston Road,
Karachi-Pakistan.
Tel: 7736559, 7732860,
7731692
Fax: (92-21) 7720723

Z.N. TRADING
75 High Street No. 05-02,
Wisma Sugnomal
Singapore, 179435
Tel: 338 3861, 338 9679
Fax: 338 3862
E-mail: sidra@singnet.com.sg
Website: http://zntrade.hypermart.net/

موسم برسات کی آمد آمد ہے گرمی دانوں اور پھنسی پھوڑوں سے بچنے کے لئے صندل کی گولیاں شادابی استعمال کریں- خون صاف کرتی ہے چہرہ کی رنگت کو نکھارتی ہے- قیمت -/20 روپے
تیار کردہ ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون نمبر 212434 فیکس 213966

For Genuine TOYOTA Parts
AL-FURQAN
MOTORS PVT LIMITED
Ph:
021-7724606
7724607, 7724609
47- Tibet Centre
M.A. Jinnah Road,
KARACHI

TOYOTA, DAIHATSU
ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں
الفرقان موٹرز لمیٹڈ
فون نمبر 021-7724606
7724607
7724609
47- تبت سنٹر ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر 3

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل- 61